۱۰ر اکتوبر ۱۹۱۳ء

خطبہ جمعہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیت قرآنی وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْآ اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْآ اَنْفُسَکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (البقرۃ:۵۵) کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہر شریف الطبع آدمی دوسرے کو کسی مصیبت میں مبتلا پا کر عبرت پکڑتا ہے۔ شریف مزاج لڑکوں کو جب ہم نصیحت کرتے ہیں تو کسی اور کا حوالہ دیتے ہیں کہ فلاں نے ایسا کام کیا تو یہ سزا پائی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ہر ایک شریف انسان دوسرے سے عبرت پکڑتا ہے۔ ہم کس قدر دکھیاروں کو دیکھتے ہیں تو قرآن کریم کے مطابق مَآ اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ (الشوریٰ:۳۱) ہر ایک کو اپنے کئے ہوئے کی سزا ملتی ہے۔ جو کچھ تم کو مصیبت آئی، تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تم کو ملی۔ میں نے کبھی کسی مومن کو نمبر دس (۱۰) کا بدمعاش نہیں دیکھا، نہ ہی نیک اعمال والے کو آتشک کا شکار ہوتے دیکھا ہے۔ اسی طرح ہر قسم کی بیماریوں اور مصیبتوں کا یہی حال ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے ایک استاد صاحب سے ایک جذامی علاج کروایا کرتا تھا۔ اس کی تنخواہ

ماہوار تمیں ہزار روپے تھی۔ گویا ایک ہزار روپیہ یومیہ وہ پاتا تھا۔ ایک دن وہ استاد صاحب کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حضور نے بیسن کی روٹی کھانے کے لئے فرمایا ہے وہ نگلنی مشکل ہے۔ اگر حکم ہو تو کچھ لقموں کے بعد ایک ڈلی مصری کی بھی کھالیا کروں۔ میرے استاد صاحب نے بڑے زور سے فرمایا کہ نہیں' ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وہ آدمی بڑا مہمان نواز تھا۔ مگر اس وقت وہ روپیہ اس کے کام نہ آسکا۔ اسی طرح دیکھتے ہیں کہ مسلول و مدقوق کی حالت جب ترقی کر جاتی ہے تو دوسرے آدمی پاس بیٹھنے' کھانے پینے وغیرہ سے مضائقہ کرتے ہیں۔ یہ جسمانی بیماری کا حال ہے۔ اسی طرح روحانی بیماری کا حال ہے۔ سننے والو! ظاہر کو باطن سے تعلق ہوتا ہے اور باطن کو ظاہر سے رشتہ ہے۔ غور کرو۔ میں دیکھتا ہوں۔ ایک دوست کو دیکھ کر میرے دل کو سرور ملتا ہے اور دیکھتے ہی دل خوش ہو جاتا ہے۔ اس کا دیکھنا جو ظاہری ہے اس نے باطن میں جاکر دخل پایا۔ اسی طرح ایک دشمن کو دیکھ کر میں خوش نہیں ہوتا بلکہ اس وقت میرے دل کی حالت کچھ اور ہوتی ہے۔ یہ اس باطن کی رنجیدگی سے ظاہر پر اثر ہوتا ہے اور اس کے آثار میرے چہرہ پر اور میرے ہر عضو پر بھی نمودار ہوتے ہیں۔ پھر غصہ میں آکر اسے کچھ نہ کچھ ناگوار لفظ بول دیتے ہیں۔ اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ باطن کو ظاہر کے ساتھ اور ظاہر کو باطن کے ساتھ تعلق ضرور ہوتا ہے۔ تو یہ معاملہ صاف ہے کہ انسان کا اندرونہ اور بیرونہ کچھ عجائبات سے باہم پیوست ہوتا ہے۔

میں نے ایک کنچنی سے پوچھا کہ کیا تو زنا کو حلال جانتی ہے؟ تو کہا۔ ہاں۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا مسلمان ہے؟ کہنے لگی الحمد للہ' مسلمان ہوں۔ اگر پوچھا جاوے کہ اسلام کے کوئی احکام جانتی ہو تو کہہ دیں گی کہ جی' ہم جاہل ہیں' ہمیں کیا علم ہے۔ دنیا کے معاملات میں بندوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ بھی سچ بول لیتے ہیں۔ ان کے شرفا میں بھی ایسے ہیں جو ڈاکہ چوری جھوٹ وغیرہ وغیرہ کا ارتکاب نہیں کرتے بلکہ اس کو برا سمجھتے ہیں۔ ان میں خدا ترس بھی ہیں کہ لوگوں کے آرام کے لئے انہوں نے جنگلوں میں درخت' کنویں اور بڑی بڑی عمارتیں بنوائی ہیں۔ لوگوں کے آرام کے واسطے نہیں بلکہ جانوروں کے آرام کے واسطے بھی ہزاروں ہزار روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ برعکس اس کے جب کسی مسلمان سے سوال کرتے ہیں تو وہ اپنے اعمال کی شہادت اس قدر نہیں دے سکتے جتنا کہ ایک ہندو دے سکتا ہے۔ وہ لوگوں کے فائدہ کے لئے بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں۔ وہ قومی چندے دینے میں جان کا بھی دریغ نہیں کرتے۔ ہم تاریخ عرب' یاغستان اور افغانستان کے متعلق بڑے بڑے عجائبات پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ (البقرة:۱۹۸) ہر سال میں چار مہینے ہیں اور یہ بڑے متبرک مہینے ہیں۔ ذیقعد' ذوالحجہ' محرم اور رجب۔ ان مہینوں کی زمانہ جاہلیت میں اتنی عزت ہوتی تھی کہ

اگر باپ کا قاتل، بیٹے کا قاتل یا کسی عزیز کا قاتل بھی ان مہینوں میں مل جاتا تو اسے علی العموم قتل نہ کرتے۔ لیکن اب وہ لوگ مسلمان کہلاتے ہیں جو حاجیوں کو ایام حج میں لوٹ مار کر کے قتل کر دیتے ہیں۔ مجھے میرے ایک دوست نے سنایا کہ میں ذرا الگ ہو کر پاخانہ کرنے گیا۔ ایک عرب نے جو دیکھا کہ یہ اکیلا ہے۔ وہ جھٹ آیا اور ایک سوٹا مار کر مجھے بیہوش کر دیا۔ اس نے چھٹتے ہی روپوں پر ہاتھ صاف کیا اور رفو چکر ہو گیا۔ یہ ہمارے عرب مسلمانوں کا حال ہے جو یہ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ (التوبة:۳۶) کی عزت کرتے ہیں۔

اب ہمارے ہندوستان کے مسلمانوں کا حال سنئے۔ میں ایک دفعہ جیل خانہ کو دیکھنے گیا۔ ایک جیل کا افسر میرا بڑا دوست تھا۔ اس نے مجھے اپنے ساتھ لے کر تمام جیل کی سیر کروائی۔ میں نے دیکھا کہ وہاں کل تین سو پینتیس قیدی تھے جن میں سے تین سو بائیس مسلمان اور کل تیرہ ہندو جو مقدمات دیوانی میں مقید ہوئے تھے۔ باقی سب کے سب مسلمان تھے۔ یہ دیکھ کر میرے دل پر بڑا صدمہ ہوا اور مجھے بڑا قلق ہوا۔ یہ وہی بات ہے کہ ظاہر کا باطن پر اثر پڑتا ہے۔ مجھے اس سے محبت تو تھی ہی، میرا دوست جھٹ تاڑ گیا اور میری تسلی کے لئے کہنے لگا۔ حضور! بات یہ ہے کہ یہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ اس لئے مسلمان قیدی زیادہ ہیں۔ میں نے کہا آپ نے خوب فقرہ سنایا۔ میری ان باتوں سے تسلی نہیں ہو سکتی۔ اگر ضلع کے مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے تو بھیرہ میں ایک سکول ہے جہاں چودہ سو لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ میں نے مدرسہ کو دیکھا ہے جس میں صرف چودہ مسلمان لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ اگر آبادی کا لحاظ تھا تو وہاں بھی مسلمان زیادہ چاہئیں تھے۔ مسلمان اپنے تنزل پر ہمیشہ قسم قسم کی باتیں بتلاتے ہیں۔ پردہ کا ہونا، سود کا رواج نہ ہونا، انہی اسباب میں سے بتلائے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر پردہ تنزل کا باعث ہے تو کنچنیاں، چوہڑے، چمار، یہ قومیں کیوں ترقی نہ کر گئیں، بلکہ عام زمیندار ہل چلانے والے ان میں بھی پردہ نہیں ہے۔ یہ کیوں نہ ترقی کر گئے۔ اور اگر سود کا رواج نہ ہونا تنزل کا باعث تھا تو ہندو سود خور زیادہ تباہ ہو رہے ہیں یا نہیں؟ جو لوگ بنکوں میں روپیہ جمع کرواتے ہیں روپیہ بڑھنے کے لئے رکھتے ہیں مگر جب بنکوں کا دیوالیہ نکل جاتا ہے تو پھر ان کا کیا حال ہوتا ہے يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰو وَ يُرْبِى الصَّدَقَاتِ (البقرة:۲۷۷) خدا سود خوروں کو تباہ کرتا ہے۔ سود کھانے والے کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ لوگ شرارتیں کرتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔ موسیٰؑ نے اپنی قوم کو کہا يَا قَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ تم نے بچھڑے کو خدا بنا لیا اور اپنے اوپر ظلم کیا حالانکہ خدا کے تم پر بڑے بڑے احسان ہیں۔ فَتُوْبُوْآ اِلٰى بَارِئِكُمْ اپنے پروردگار کی طرف توجہ کرو۔

اور اللہ تعالیٰ نے انسان پر بڑے بڑے فضل و احسان کئے ہیں۔ اس کے قابو میں خدا نے ہر ایک چیز کر دی ہے۔ ہاتھی جیسا بڑا جانور انگوٹھے کے اشارہ پر چلتا ہے۔ اونٹ کو ایک نکیل کے اشارہ سے چلا لیتا ہے۔ اسی طرح پر ہزاروں کام جانوروں سے نکالتا ہے۔ طوطے سے توپ بندوق چلوا لیتا ہے۔

بعض لوگ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (التین:۵) کے یہ معنے کرتے ہیں کہ انسان کو خوبصورت بنایا مگر بعض انسان تو سیاہ رنگ اور بدصورت بھی ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ ہر چیز کو اس کے قابو میں کر دیا۔ سرکس میں کسی نے تماشہ دیکھا ہوگا کہ کیسے کیسے کام جانوروں سے لیتے ہیں۔ یہ سب اللہ کے احسان ہیں۔ ہر قوم میں غریب سے غریب اور امیر سے امیر لوگ موجود ہیں۔ لیکن امراء کو خیال تک نہیں آتا کہ ہم پر بڑا احسان ہوا ہے۔ اس زمانہ کا بڑا بچھڑا روپیہ ہے۔ جس کے پاس یہ ہوا اس کی بڑی عزت و توقیر ہوتی ہے۔ اگر وہی روپیہ والا انسان غریب ہو جاوے تو اسے پوچھتا بھی کوئی نہیں۔ روپے کے پیچھے خواہ نماز، روزہ، حج جائے مگر کوئی پرواہ نہیں۔

اس زمانہ میں نمازیوں کا نام "قل اعوذی، کھڑکنے" وغیرہ وغیرہ برے لفظوں سے بلاتے ہیں۔ امام بننا جو ایک زمانہ میں بادشاہ کا کام ہوتا تھا آجکل جلاہوں اور غریب قوم کے لوگوں کے سپرد کر رکھا ہے اور خود اس سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں؟ یہ تو ان کی حالت ہے۔

موسیٰؑ نے اپنی قوم کو فرمایا کہ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم توبہ کر لو اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بنو اور اس میں اللہ کے فرمانبردار بن کر داخل ہو اور کہو حِطَّةٌ پس ہمارے گناہ معاف کر دے۔ پچھلی بدیوں سے استغفار کر لو اور آئندہ بدیوں سے پرہیز کرو۔ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ پھر وہ بدیاں معاف ہو جاویں گی۔ وَ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ اور ان نیکیوں کے بدلے بڑھ چڑھ کر احسان ہوں گے۔ جو آدمی تکبر کرتا ہے اور بغض اور کینہ میں بڑھتا رہتا ہے آخر پھر اس کو اللہ تعالیٰ سے بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر ایسوں پر عذاب نازل ہوتا ہے تو وہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں محفوظ رکھے۔

(الفضل جلد ا نمبر ۱۸-- ۱۵/ اکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

☆-☆-☆-☆